بلاتبصرہ

ایک اخباری اطلاع کے مطابق سابق صدر پاکستان جنرل (ر) پرویز مشرف کو نیویارک سے لندن کی پرواز پر سوار ہوتے وقت تفصیلی تلاشی کے مراحل سے گزرنا پڑا۔ ان کے جوتے اور پتلون کی بیلٹ اتروائی گئی۔ محترمہ صہبا مشرف کو بھی جو ان کے ساتھ سفر کر رہی تھیں، چوڑیاں اور جیولری اتارنا پڑیں...... قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم انسانوں کے درمیان دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ جنرل (ر) پرویز مشرف کے ساتھ نیویارک میں پیش آنے والا یہ واقعہ اسی قانون قدرت کی بہترین مثال ہے، جب وہ پاکستان میں برسرِ اقتدار تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں فون اٹھاتا ہوں اور امریکی صدر سے بات کر لیتا ہوں۔ ان کے اس اندازِ گفتگو اور طرزِ تکلم میں ایک طرح تعلی پائی جاتی تھی۔ جب تک وہ برسرِ اقتدار رہے وہ احساس واظہار تفاخر کے ایسے مواقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کی گفتگوؤں سے یہ عندیہ بھی نہیں ملتا تھا کہ کبھی اُن کے اقتدار کا سنگھاسن ڈول بھی جائے گا۔ لگتا تھا انہیں یقین ہے کہ وہ تاحیات حکمران ہی رہیں گے۔ امریکہ کی محبت میں انھوں نے اہل وطن سے جو سلوک کیا وہ بھی ہر پاکستانی پر عیاں ہے۔ اب وہ امریکہ میں لیکچروں کے لیے جاتے، بزعم خویش دانش کے موتی لٹاتے اور ڈالروں سے جیبیں بھرتے ہیں۔ ان کے پاس دولت کی پہلے بھی کمی نہیں۔ اسلام آباد کے سرسبز وشاداب علاقوں میں انھوں نے سال ہا سال کی محنت سے جو محل تعمیر کروایا ہے وہ ان کی راہ تک رہا ہے۔ لیکن قسمت کی خوبی دیکھیے کہ وہ نیویارک کے ائرپورٹ پر جوتے اور بیلٹ اتروا کر جسمانی تلاشی دینے پر مجبور ہیں اور قریب کوئی ایسا ٹیلی فون بھی نہیں جسے اٹھا کر وہ صدر امریکہ تو کیا کسی دوسرے اہلکار سے بھی بات کر سکیں۔

امریکی قانون کی نظر میں وہ اب ایک عام آدمی ہیں اور ظاہر ہے انہیں وہ سہولتیں میسر نہیں رہیں جن سے وہ بطور صدر متمتع ہوتے تھے۔ لیکن اتنا تو ہو سکتا تھا کہ ان کا کوئی سابق نمک خوار ائرپورٹ حکام سے رابطہ کر کے ان کے لیے استثنا حاصل کر لیتا۔ جنرل (ر) پرویز مشرف جب بھی اس ائرپورٹ کی راہداری سے گزرتے تھے تو ان کے آگے پیچھے سلیوٹ مارنے والے موجود ہوتے تھے لیکن اب وہ وقت ہے کہ انہیں اس شناسا ائرپورٹ کے در و دیوار حیرت سے تک رہے ہوں گے، جب ان کی تلاشی لی جا رہی تھی۔ بہرحال یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔ سابق اور موجودہ حکمرانوں اور ان لوگوں کے لیے جو آنکھیں رکھتے ہیں۔ عبرت کا موقع...... **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

(بشکریہ: روزنامہ ''پاکستان'' لاہور، ۲ رمئی ۲۰۱۰ء)